۳ بھارت کو درپیش داخلی مسائل

اس سبق میں ہم بھارت کو درپیش کچھ داخلی مسائل پر غور کرنے والے ہیں۔ علیحدگی پسند تحریک، شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ، نکسل واد، فرقہ پرستی، علاقائیت ؛ اس ترتیب سے ہم ان مسائل کا مطالعہ کرنے والے ہیں۔

پنجاب میں بے چینی : ریاست پنجاب میں اکالی دل ایک نمایاں سیاسی جماعت تھی۔ ۱۹۷۳ء میں اکالی دل نے 'آنند پور صاحب قرارداد' منظور کی جس میں چنڈی گڑھ کی پنجاب کو حوالگی، دیگر ریاستوں کے پنجابی زبان بولنے والے علاقوں کا ریاست پنجاب میں انضمام، فوج میں سکھوں کی نمائندگی میں اضافہ، پنجاب کو مزید خود مختاری جیسے مطالبات شامل تھے۔ ۱۹۷۷ء میں پنجاب میں اکالی دل برسر اقتدار آئی۔ اکالی دل نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی پرانے مطالبات کے ساتھ ساتھ پنجاب کو ندیوں کے پانی میں زیادہ حصہ اور امرتسر شہر کو مقدس شہر کا درجہ دیے جانے جیسے مطالبات بھی پیش کیے۔

۱۹۸۰ء میں پنجاب میں 'آزاد خالصتان' تحریک نے جڑ پکڑی۔ اس دوران اکالی دل کی قیادت سنت ہرچرن سنگھ لونگووال کر رہے تھے۔ وہ سورن مندر میں بیٹھ کر اپنے کارکنان کو مظاہرے کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ سورن مندر کی دوسری جانب خالصتان کے کٹر حامی جرنیل سنگھ بِھنڈران والے کے اردگرد ان کے مسلح پیروکار جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس عرصے میں دہشت گردانہ شدت پسند سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔ ۱۹۸۱ء میں مدیر لالہ جگت نارائن کے قتل کے معاملے میں بِھنڈران والے کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بعد معاملات قابو سے باہر ہوتے چلے گئے۔ نتیجتاً ۱۹۸۳ء میں پنجاب میں صدر راج نافذ کر دیا گیا۔ بِھنڈران والے، اکال تخت نامی مذہبی مقام پر رہنے لگے۔ ان کے پیروکاروں نے سورن مندر پر قبضہ کر کے وہاں ریت کے تھیلے جما دیے۔ گرد و نواح کا ماحول قلعہ جیسا ہوگیا جس کی وجہ سے پنجاب میں بدامنی کا خدشہ لاحق ہوگیا۔ جمہوریت کو درپیش یہ ایک سنگین مسئلہ تھا۔

آپریشن بلو اسٹار : سورن مندر سے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کی ذمہ داری میجر جنرل کلدیپ سنگھ برار کو سونپی گئی۔ ۳ر جون ۱۹۸۴ء کی صبح 'آپریشن بلو اسٹار' کا آغاز ہوا۔ ۶ر جون کو یہ مہم ختم ہوئی۔ اس فوجی مہم کے دوران فوج نے انتہائی تحمل سے کام لیا۔ بِھنڈران والے کے ساتھ دیگر کئی انتہا پسند مارے گئے اور اسی کے ساتھ اس کارروائی کا اختتام ہوگیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۶ء میں دوبارہ سورن مندر میں انتہاپسندوں کے خلاف کارروائی کرنا پڑی جسے 'آپریشن بلیک تھنڈر' نام دیا گیا۔ بعدازاں پنجاب میں قیامِ امن کی رفتار تیز ہوگئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مخصوص مقاصد کے پیش نظر کی گئی فوجی کارروائی کو آپریشن (کارروائی) کہا جاتا ہے۔ آپریشن بلو اسٹار یعنی سورن مندر میں چھپے ہوئے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کے لیے کی گئی فوجی کارروائی۔

شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ

شمال مشرق کا نام سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں آٹھ ریاستوں کا گروہ آجاتا ہے؛ آسام، ارونا چل پردیش، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، سکّم اور تری پورہ۔ یہ آٹھ ریاستیں شمال مشرقی بھارت کہلاتی ہیں۔ ان آٹھ ریاستوں کو بین الاقوامی سرحدیں مس کرتی ہیں۔ نسل، زبان اور ثقافتی تنوّع جیسی مختلف سطحوں پر یہاں انفرادیت دِکھائی دیتی ہے۔ اس علاقے کے قبائلی لوگوں کو قومی دھارے سے جوڑنے کا کام بھارت کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کیا۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں نیفا (نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ایجنسی یعنی پوروانچل) کا علاقہ تشکیل دیا۔ یہ علاقہ بھارت

چینن سرحدی علاقہ اور آسام کے شمالی قبائل کا علاقہ ہے۔ اس علاقے کے سیکڑوں جماعتوں کی ترقی ان کی ثقافت کے تحفظ کا بیڑہ پنڈت نہرو نے اُٹھایا۔ دستور کے چھٹے شیڈول (چھٹی فہرست) میں اس علاقے کے بارے میں خصوصی ترمیم کی گئی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اس علاقے کی ذمہ داری وزارتِ خارجہ کو سونپی گئی۔ شمال مشرقی بھارت کے علاقوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے ۱۹۷۱ء میں 'شمال مشرق پریشد قانون' بنایا گیا جس میں شمال مشرق پریشد کی ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ پریشد کی ذمہ داریوں میں معاشی و سماجی شعبوں میں مساوی فوائد، بین الریاستی نقل و حمل، بجلی اور انسدادِ سیلاب وغیرہ جیسے موضوعات سے متعلق مرکزی حکومت کو مشورے دینا شامل تھا۔

میزورم: شمال مشرقی بھارت کے قبائل کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ آزادی کے بعد حکومت نے میزو اکثریتی لوشائی پہاڑیوں کے علاقے میں واقع اضلاع کو انتظامی خودمختاری عطا کی۔ ۱۹۵۴ء میں مرکزی حکومت کی جانب سے لسانی علاقائیت کمیشن کی تشکیل کے بعد یہاں کے عوام کی توقعات میں اضافہ ہوگیا۔ میزو قائدین نے خودمختار 'میزو' علاقے کا مطالبہ کرنا شروع کردیا۔ ۱۹۵۹ء میں میزورم میں شدید قحط پڑا۔ قحط سالی کے اس زمانے میں میزو رہنما لال ڈینگا نے عام لوگوں کے لیے خدمات انجام دیں۔

۱۹۶۱ء میں لال ڈینگا نے 'میزو نیشنل فرنٹ' (MNF) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ انھوں نے تری پورہ، منی پور اور لوشائی پہاڑیوں کے میزو اکثریتی علاقوں کے لیے 'میزورم عظمیٰ' (گریٹر میزورم) یعنی ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ مارچ ۱۹۶۶ء میں میزو نیشنل فرنٹ نے 'آزاد میزورم' کا اعلان کردیا۔ وزیراعظم اندرا گاندھی نے اس بغاوت کو سختی سے نمٹ کر فرو کردیا۔ حالات معمول پر آنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں میزو اکثریتی علاقے کو مرکزی زیر انتظام علاقے کا درجہ دیا گیا۔ ۱۹۸۵ء میں وزیراعظم راجیو گاندھی اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیان مصالحت کے بعد میزورم کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا اور لال ڈینگا میزورم کے وزیراعلیٰ منتخب ہوئے۔

ناگالینڈ: شمال مشرقی بھارت میں ناگا قبائل کو جنگجو قبائل کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ مشرقی ہمالیہ، ناگا پہاڑیوں، آسام اور میانمار کے سرحدی علاقوں میں ناگا قبائل کی بستیاں تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں چند تعلیم یافتہ ناگا نوجوانوں نے 'ناگا نیشنل کونسل' (NNC) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ آگے چل کر اس تنظیم نے ناگالینڈ کے لیے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ اس تنظیم کی قیادت انگامی جھاپو فیزو کررہے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں NNC نے ناگالینڈ کو آزاد وفاقی ریاست بنانے کا اعلان کردیا۔ ۱۹۵۵ء میں آسام رائفلس کے فوجیوں اور مقامی لوگوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس سے نمٹنے کے لیے فوجی کارروائی کرنا پڑی۔

مرکزی حکومت اور NNC کے درمیان گفت و شنید کے کئی مراحل ہوئے۔ مرکزی حکومت نے ناگا اکثریتی علاقے کو مرکزی زیر انتظام علاقے کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ نیفا میں ناگا اکثریتی علاقہ اور سوین سانگ کے علاقے کو ملا کر یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کو ناگالینڈ ریاست وجود میں آئی۔

آسام: ۱۹۸۳ء میں آسام میں بنگالی زبان بولنے والے مہاجرین کی بالادستی کی وجہ سے آل آسام اسٹوڈنٹس یونین اور آسام گن سنگرام پریشد نے پرتشدد تحریک شروع کی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں وزیرِ اعظم راجیو گاندھی، مرکزی وزیر داخلہ شنکر راؤ چوہان، آسامی رہنما پرفل کمار مہنتو کے درمیان ایک سمجھوتہ قرار پایا۔ آسام میں دراندازی کرنے والے بنگلہ دیشی شہریوں کو ان کے ملک واپس بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں آسام اسمبلی کے لیے انتخابات کے بعد 'آسام گن پریشد' کے پرفل کمار مہنتو وزیراعلیٰ بنے۔ یہ جمہوری عمل آسام میں قیامِ امن کی راہ ہموار کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

اروناچل پردیش: ۱۹۵۴ء میں نیفا (NEFA) علاقے کی تشکیل ہوئی۔ اسے ۱۹۷۲ء میں اروناچل پردیش (طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سرزمین) کے نام سے پکارا گیا۔ ۲۰ فروری ۱۹۸۷ء کو اس علاقے کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۶۰ء سے ۲۰۰۰ء کے عرصے میں شمال مشرقی بھارت میں جمہوریت قوی تر ہوتی چلی گئی۔ مرکزی حکومت کے مخصوص منصوبے، صنعت کاری اور تعلیم کی وجہ سے یہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

نکسل وادی تحریک : چین کے رہنما ماؤزے تنگ سے تحریک پاکر مغربی بنگال کے ضلع دارجلنگ میں نکسل باری کے مقام پر اس تحریک کا آغاز ہوا۔ کم زمین رکھنے والے کسانوں اور زرعی مزدوروں پر مشتمل اس تنظیم نے ۱۹۶۷ء میں نکسل باری علاقے کی کچھ زمینوں کے گرد و پیش لال پرچم نصب کرکے فصلوں پر قبضہ کرلیا اور اس علاقے کو نکسل وادیوں نے آزاد علاقہ ہونے کا اعلان کردیا۔ اس بغاوت سے حوصلہ پاکر جو تحریکیں شروع ہوئیں انھیں نکسل وادی تحریکیں کہا جاتا ہے۔

زمینداروں کے ہاتھوں معاشی استحصال کے خلاف آواز اُٹھانے کے لیے زرعی کمیٹیاں قائم کرنا، بڑے زمینداروں کی زمینوں پر قبضہ کرنا، انھیں لوگوں میں تقسیم کردینا وغیرہ نکسل وادی تحریک کے مقاصد تھے۔

ابتدا میں نکسل وادی تحریک کا مرکز مغربی بنگال تھا۔ یہ تحریک آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری، وشاکھاپٹنم کے کچھ حصوں، تلنگانا کے کریم نگر اور عادل آباد، چھتیس گڑھ کے بستر، راجناند گاؤں، سُکما، مہاراشٹر کے گڑچرولی، بھنڈارا، چندرپور کے کچھ حصوں، مدھیہ پردیش کے بالا گھاٹ، منڈلا، اوڈیشا کے کوراپوٹ تک پھیل گئی۔ اپنی بالادستی برقرار رکھنے کے لیے انھوں نے 'پیپلز لبریشن گوریلا آرمی' (PLGA) نامی مسلح تنظیم قائم کی۔ ان کی جدوجہد آج بھی جاری ہے۔

فرقہ پرستی : فرقہ پرستی ہمارے ملک کی یکجہتی کو درپیش ایک سنگین مسئلہ ہے۔ فرقہ پرستی کی بنیاد میں تنگ ذہن مذہبی تفاخر (احساسِ برتری) کارفرما ہوتا ہے۔ انگریزوں نے ہمارے ملک میں فرقہ پرستی کے بیج بوئے۔ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ صدیوں سے ہم آہنگی کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ کسی ملک میں مختلف مذاہب کو ماننے والے لوگوں کا رہنا اور اپنے اپنے مذہب پر ناز کرنا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن جب مذہبی تفاخر شدت اختیار کرلیتا ہے تب اس کی نوعیت بدل جاتی ہے اور وہ بے جا تفاخر میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر شخص کو صرف اپنا ہی مذہب اعلیٰ اور دوسروں کا مذہب ادنیٰ محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس سے مذہبی کٹّرپن پیدا ہوتا ہے۔

مذہبی کٹّرپن فرقہ پرستی کی بنیاد ہے۔ مذہبی کٹّرپن کی وجہ سے وسیع تر ملکی مفادات فراموش ہوجاتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگوں کا اعتماد ایک دوسرے پر سے اُٹھ جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تہواروں میں بھی شریک ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے اپنے جائز مطالبات اور حقوق کے لیے منظّم ہونا بھی ناممکن ہوجاتا ہے۔ مذہبی کٹّرپن کی وجہ سے گرد و پیش کے واقعات اور انسانوں کی طرف دیکھنے کا نظریہ بھی منفی طور پر تبدیل ہوجاتا ہے۔

کچھ لوگ معاشی اور سماجی مسائل کو بھی اپنے مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ہر مذہب کے کچھ لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ ہم ایک مخصوص مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے سیاسی اعتبار سے ہم بے وزن ہیں اور ہمارے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے۔ انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ جانبداری برت رہی ہے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے مذہب اور ہم مذہب لوگوں کے تئیں حساس ہوجاتے ہیں۔ اپنے مذہب کے بارے میں کسی کے کچھ کہنے یا مذہبی علامات کی دانستہ یا نادانستہ بے حرمتی پر فسادات بھڑک اُٹھتے ہیں۔ سیکڑوں بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی عوامی املاک تلف ہوجاتی ہیں۔ امنِ عامہ برباد ہوجاتا ہے۔ فسادات کی وجہ سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آپسی دوریاں بڑھتی ہیں اور باہم اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔

انسانوں کا ایک دوسرے پر اعتماد ہی باہمی زندگی کی بنیاد ہے۔ اعتماد ٹوٹنے پر سماجی ہم آہنگی کو نقصان پہنچتا ہے۔ سماجی

ہم آہنگی کے بغیر قومی یکجہتی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم سب مذہبی فرقہ واریت اور فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہمیں ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے، ایک دوسرے کے تہواروں اور تقریبات میں شرکت کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے سماجی مسائل کی طرف منطقی انداز سے دیکھنا چاہیے۔ ان مسائل کو مذہب سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ مذہبی ہم آہنگی میں بگاڑ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اس کے پسِ پشت کون سی معاشی، سیاسی اور تاریخی وجوہات ہیں؟ ہمیں ان سوالوں کی تحقیق کرنا چاہیے۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کرنے کے لیے قومی یکجہتی کو فروغ دینے کا یہی ایک راستہ ہے۔

علاقائیت

علاقائیت یعنی اپنے علاقے کے تئیں بے جا تفاخر کا احساس۔ مثلاً بنگالی یا مراٹھی ہونے کے طور پر اپنی پہچان بتانا ایک الگ بات ہے لیکن مَیں بنگالی، مَیں مراٹھی اور دیگر علاقے کے لوگوں سے اعلیٰ ہوں، یہ جذبہ اپنی علاقائیت کے بے جا تفاخر کا اظہار ہے۔ اپنے علاقے سے متعلق اپنائیت کے احساس کو بے جا علاقائی تفاخر کی وجہ سے منفی نوعیت حاصل ہوتی ہے۔ اپنے علاقے سے محبت کرنا ایک فطری امر ہے لیکن اسے منفی احساس میں تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے۔

ملک کی ترقی میں عدم توازن کی وجہ سے علاقائی تفاخر پروان چڑھتا ہے۔ آزادی کے بعد بھی معاشی ترقی کے حصول کے آغاز میں کچھ ریاستوں میں زیادہ ترقی ہوئی اور کچھ ریاستیں اقتصادی طور پر پسماندہ رہیں۔ مثلاً مہاراشٹر، گجرات، پنجاب، تامل ناڈو جیسی ریاستیں اقتصادی طور پر کافی ترقی یافتہ ہوگئیں لیکن اوڈیشا، بہار اور آسام جیسی ریاستیں اقتصادی اور صنعتی اعتبار سے غیر ترقی یافتہ رہ گئیں۔ معاشی یا اقتصادی ترقی اور اصلاحات ملک کی ترقی کی بنیاد ہیں۔ لہٰذا جس ریاست میں اقتصادی ترقی کا حصول ہوتا ہے وہ ریاست تعلیم، صحت اور ثقافت کے شعبوں میں بھی ترقی کرتی ہیں۔ جن ریاستوں میں اس قسم کی ترقی نہیں ہوتی وہاں تعلیم اور شہری سہولیات کے لحاظ سے بھی پسماندگی ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ ریاستوں میں لوگوں کو دستیاب مواقع دیگر ریاستوں کو فراہم نہیں ہوتے۔ یہ ریاستیں تعلیمی پسماندگی، افلاس اور بے روزگاری جیسے مسائل سے نبرد آزما رہتی ہیں۔ ان ریاستوں میں رہنے والے لوگوں میں یہ احساس پنپتا ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا کیا جارہا ہے اور ہمیں ترقی کے ثمرات سے دور رکھا جارہا ہے۔ یہیں سے ریاستوں کے درمیان ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے جس کا منفی اثر قومی یکجہتی پر پڑتا ہے۔ لہٰذا جس معاشی عدم توازن کی وجہ سے اس ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے اسی معاشی عدم توازن کے مسئلے کو فوری طور پر حل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت کی کوششیں جاری ہیں۔

علاقائیت کی لپیٹ میں ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ دونوں ریاستیں آسکتی ہیں۔ ترقی یافتہ ریاستوں کے ذہن میں اپنے ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے ہمارے علاقے کی تاریخ اور ثقافت ہی اعلیٰ ہے، یہ احساسِ برتری پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ غیر ترقی یافتہ ریاستوں کے لوگوں کو خود سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ اپنی ترقی کے فوائد میں وہ ان غیر ترقی یافتہ ریاست کے لوگوں کو شامل نہیں کرتے۔ اس کے برخلاف پسماندہ علاقے کے لوگوں کو اپنی منظّم قوت تیار کرنے کے لیے ان میں علاقائی تفاخر بیدار کرنا پڑتا ہے جس کے لیے وہ مقامی روایات اور ثقافت پر فخر کرکے اپنی انفرادیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے علاقائیت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور قومی یکجہتی کو ضرر پہنچتا ہے۔ ملک کی ترقی میں عدم توازن کو کم کرکے بے جا علاقائیت کے مسئلے کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

ہم نے بھارت کو درپیش چند داخلی مسائل کا مطالعہ کیا ہے۔ ان مسائل کے علاوہ ملک کو آبادی، صفائی، زراعت اور کسانوں کے مسائل، افلاس، رہنے کے لیے گھر اور دو وقت کی روٹی جیسے کئی مسائل آج بھی درپیش ہیں۔ ہم ان مسائل کو حل کرکے آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ترقی کی جانب ہماری پیش رفت جاری ہے۔ اگلے سبق میں ہم معاشیات کے شعبے میں ترقی کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

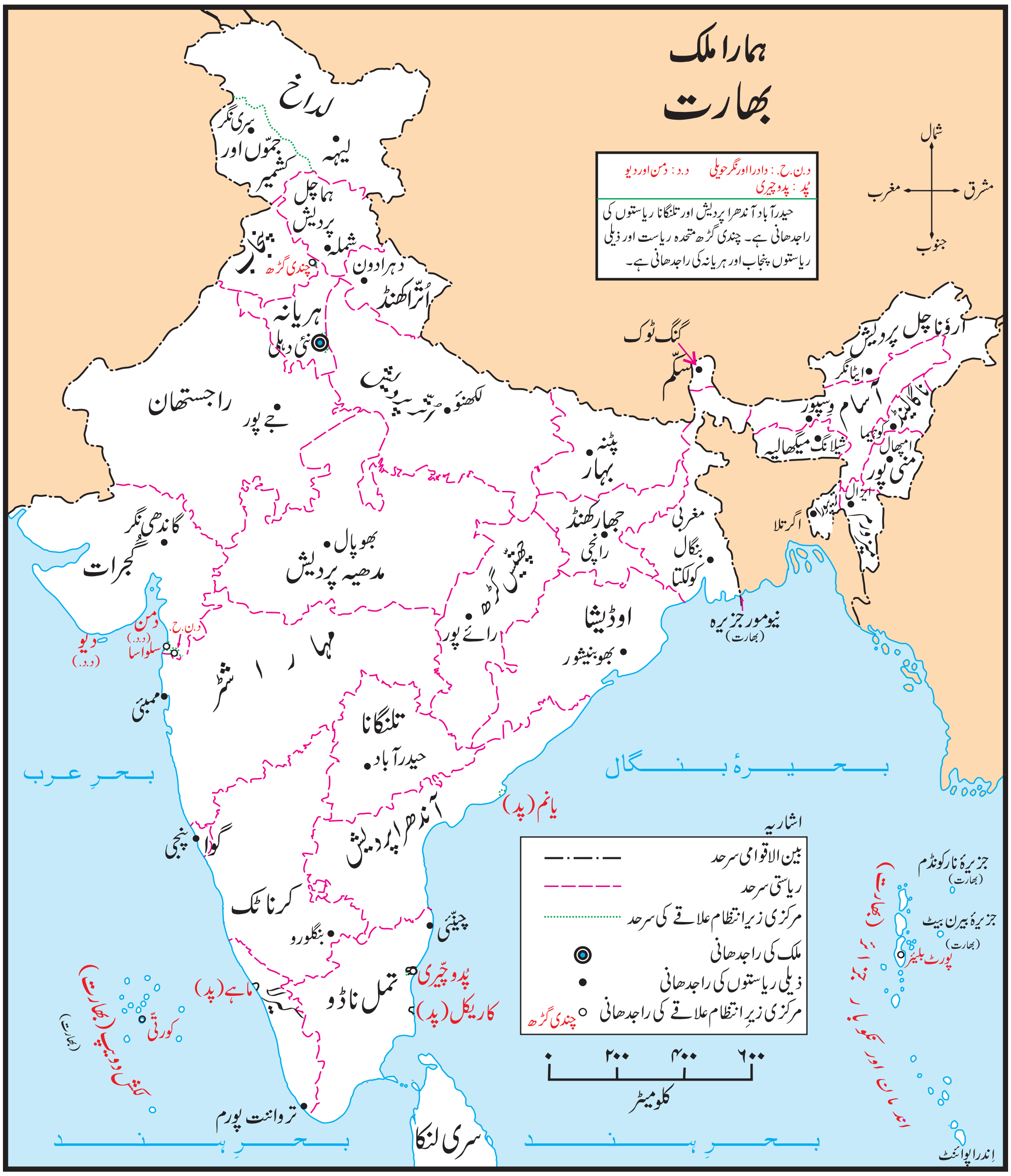

مشق

(۱) مندرجہ ذیل کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ 'آنند پور صاحب' کی تجویز میں اکالی دَل نے کون سے مطالبات کیے؟

۲۔ فرقہ پرستی ختم کرنے کے لیے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں؟

۳۔ علاقائیت کب مضبوط ہوتی ہے؟

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ فرقہ پرستی ۲۔ علاقائیت

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ 'آپریشن بلو اسٹار' انجام دینا پڑا۔

۲۔ فرقہ واریت کا پوری طاقت سے مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل مخفف کو مکمل طور پر لکھیے۔

۱۔ MNF ۲۔ NNC ۳۔ PLGA

سرگرمی:

۱۔ وفاقی ریاستوں / مرکزی زیر انتظام علاقوں اور ان کی راجدھانیوں کی جدول بنا کر نقشے میں ان کا مشاہدہ کیجیے۔

۲۔ انٹرنیٹ کی مدد سے منی پور، میگھالیہ، تری پورہ اور سکّم کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔